اس حدیث میں لفظ آلِ عیسیٰ اور آلِ محمد محض استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دُنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہیں تھی۔ پس اِس جگہ بلاشبہ آلِ عیسےٰ سے مُراد وہ لوگ ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسےٰ خُدا ہے اور ہم اُس خدا کے فرزندوں کی طرح ہیں اور مریم کی گود میں سوتے ہیں۔ سو اِسی قرینہ سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی دُنیوی رشتہ مُراد نہیں ہے بلکہ آل سے مُراد وہ لوگ ہیں جو فرزندوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ کے رُوحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ بلکہ ہر جگہ آل کے لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی یہی مُراد ہے نہ دُنیوی رشتہ کیونکہ وہ ایک سفلی اور فانی امر ہے جو موت کے ساتھ ہی لا انساب بینہم کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ نبی کا نفس کبھی اِس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ آل کے لفظ سے محض اُس کی یہ غرض ہو کہ عام دُنیاداروں کی طرح ایک سفلی اور فانی رشتہ کا لوگوں کو پَیرو بنانا چاہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کی نظر آسمان پر ہوتی ہے اور اُس کا ساحت عزت اور مبلغ ہمت اِس سے پاک ہے کہ وہ بار بار ایسے رشتوں کو پیش کرے جن کے ساتھ ایمان اور صداقت اور تقویٰ لازم ملزوم نہیں ہے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماوے کہ یہ دُنیوی رشتے اِسی دُنیا تک ختم ہو جاتے ہیں اور قیامت میں انساب نہیں رہیں گے۔ لیکن اس کا نبی ایک ادنیٰ سے رشتہ پر ہی زور دیتا رہے جو لڑکی کی اولاد ہے۔
حق تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک اور عظیم الشان انبیاء جو جو کلمات مُنہ پر لاتے ہیں وُہ اِس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتے ہیں کہ گویا زمین سے شروع ہو کر آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ یا یُوں کہو کہ آسمان سے زمین تک آفتاب کی شعاع کی طرح نازل ہوتے ہیں اور وُہ تمام کلمات اُس

درخت کی طرح ہوتے ہیں جس کی جڑ نہایت مضبوط اور زمین کے پاتال تک پہنچی ہوئی ہو۔ اور شاخیں آسمان میں داخل ہوں۔ لیکن وہی کلمات جب عوام کے محاورہ میں آتے ہیں تو عوام کالانعام اپنی محدود فہم اور کوتاہ عقل کی وجہ سے نہایت ذلیل معنوں میں انکو لے آتے ہیں جو رُوحانیوں کے نزدیک قابلِ شرم ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی دُنیوی عقلوں کو آسمان سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا۔ اور وہ نہیں جانتے کہ رُوحانی روشنی کیا شئے ہے۔ اِس لئے وُہ جلد تر اپنی موٹی سمجھ کے موافق نبی کے اعلیٰ مقاصد اور بلند تر اشارات کو صرف دُنیوی اور فانی رشتوں پر ہی ختم کر دیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ اِس فانی اور ناپائیدار رشتہ کے وراء الوراء اور قسم کے رشتے بھی ہوتے ہیں۔ اور ایسا ہی اور قسم کی آل ہوتی ہے جو مرنے کے بعد منقطع نہیں ہو سکتی اور نعی لا انساب بینہم کے نیچے نہیں آتی۔ نہ صرف اِس قسم کی آل جو فدک جیسے ایک نام کے باغ اور چند درختوں کے لئے لڑتے پھریں۔ اور مشتغل ہو کر کبھی ابوبکرؓ کو بُرا کہیں اور کبھی عمرؓ کو۔ بلکہ خدا کے پیاروں اور مقبولوں کیلئے رُوحانی آل کا لقب نہایت موزون ہے۔ اور وہ روحانی آل اپنے رُوحانی نانا سے وہ روحانی وراثت پاتے ہیں جس کو کسی غاصب کا ہاتھ غصب نہیں کر سکتا۔ اور وہ اُن باغوں کے وارث ٹھہرتے ہیں جنپر کوئی دُوسرا قبضہ ناجائز کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہ سفلی خیال بعض اسلامی فرقوں میں اُس وقت آگئے ہیں جبکہ اُن کی رُوح مُردہ ہو گئی اور اُسکو رُوحانی طور پر آل ہونے کا کچھ بھی حصہ نہ ملا۔ اِس لئے رُوحانی مال سے لاوارث ہونے کی وجہ سے اُنکی عقلیں موٹی ہو گئیں اور اُنکے دل مکدر اور کوتہ بین ہو گئے۔ اِس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسینؓ اور امام حسنؓ رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے اور

وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے۔ لیکن کلام اس بات میں ہے کہ کیوں آل کی اعلیٰ قسم کو چھوڑ گیا ہے اور ادنیٰ پر فخر کیا جاتا ہے۔ تعجب کہ وہ اعلیٰ قسم امام حسنؓ اور حسینؓ کے آل ہونے کی یا اور کسی کے آل ہونے کی جس کی رُو سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں اور بہشت کے سردار کہلاتے ہیں یہ لوگ اس کا تو کچھ ذکر ہی نہیں کرتے اور ایک فانی رشتہ کو بار بار پیش کیا جاتا ہے جس کے ساتھ رُوحانی وراثت لازم ملزوم نہیں۔ اور اگر یہ فانی رشتہ جو جسمانی تعلق سے پیدا ہوتا ہے ضروری طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک حقدار ہوتا تو سب سے پہلے قابیل کو یہ حق ملتا جو حضرت آدم علیہ السلام کا پہلوٹا بیٹا اور پیغمبر زادہ تھا اور پھر اس کے بعد حضرت نوح آدم ثانی کے اس بیٹے کو حق ملتا جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے انّہ عمل غیر صالح کا لقب پایا۔ سو اہلِ معرفت اور حقیقت کا یہ مذہب ہے کہ اگر حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفلی رشتہ کے لحاظ سے آل بھی نہ ہوتے تب بھی بوجہ اس کے کہ وہ رُوحانی رشتہ کے لحاظ سے آسمان پر آل ٹھہر گئے تھے۔ وہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی مال کے وارث ہوتے۔ جبکہ فانی جسم کا ایک رشتہ ہوتا ہے تو کیا رُوح کا کوئی بھی رشتہ نہیں۔ بلکہ حدیث صحیح سے اور خود قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ رُوحوں میں بھی رشتے ہوتے ہیں اور ازل سے دوستی اور دشمنی بھی ہوتی ہے۔ اب ایک عقلمند انسان سوچ سکتا ہے کہ کیا لازوال اور ابدی طور پر آلِ رسول ہونا جائے فخر ہے یا جسمانی طور پر آلِ رسول ہونا جو بغیر تقویٰ اور طہارت اور ایمان کے کچھ بھی چیز نہیں۔ ہاں اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان کرتے ہیں بلکہ اس تحریر سے

ہمارا مدعا یہ ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی شان کے لائق صرف جسمانی طور پر آلِ رسول ہونا نہیں کیونکہ وہ بغیر رُوحانی تعلق کے ہیچ ہے۔ اور حقیقی تعلق اُن ہی عزیزوں کا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہے کہ جو رُوحانی طور پر اسکی آل میں داخل ہیں۔ رسولوں کے معارف اور انوار رُوحانی رسُولوں کے لئے بجائے اولاد ہیں جو اُنکے پاک وجُود سے پَیدا ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ اُن معارف اور انوار سے نئی زندگی حاصل کرتے ہیں اور ایک پَیدائش جدید اُن انوار کے ذریعہ سے پاتے ہیں۔ وُہی ہیں جو رُوحانی طور پر آلِ محمد کہلاتے ہیں اور پیشگوئی مذکورہ بالا میں شیطان کا یہ آواز دینا کہ حق آلِ عیسےٰ کے ساتھ ہے۔ یہ شیطان کا کلمہ اس وجہ بھی دروغ ہے کہ وُہ رُوحانی طور پر مُشرکوں کو حضرت عیسےٰ کی آل ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسےٰ کو خدا کہنے والے آسمان پر اُن کے ساتھ کچھ حصّہ نہیں پاسکتے اور نہ اُنکے وارث ٹھہر سکتے ہیں۔ پھر وُہ رُوحانی طور پر اُنکے آل کیونکر ہوسکتے ہیں۔ منہ